ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ

عشر کے دیہی معیشت پر اثرات

حکومتِ پاکستان کے آرڈی ننس کے ذریعے ملک میں زرعی اراضی کی پیداوار پر عشر نافذ ہو چکا ہے۔ عشر واجب الادا کے دو حصے ہیں، ایک وہ حصہ جو حکماً وصول ہوتا ہے اور زکوٰۃ فنڈ میں جاتا ہے۔ دوسرا وہ حصہ جو صاحب نصاب اپنی صواب دید کے مطابق کسی مستحق زکوٰۃ کو براہِ راست دے سکتا ہے۔ پیداوار کا پانچ فی صد حصہ بطور عشر واجب الادا ہے۔ ہر صاحبِ نصاب اپنی پیداوار کی مالیت کا خود تعین کرتا ہے اور زکوٰۃ کمیٹی کو اس کی اطلاع دیتا ہے۔ اگر مقامی کمیٹی زمیندار کی اپنی تشخیص سے مطمئن ہو تو مطالبۂ عشر اسی تخمینے کے برابر ہوتا ہے۔ اگر مقامی کمیٹی مطمئن نہ ہو تو وہ از خود مطالبۂ عشر کا تعین کر سکتی ہے۔ اگر کوئی زمیندار مقامی کمیٹی کے تعینِ عشر سے مطمئن نہ ہو تو وہ کمیٹی کو نظر ثانی کی درخواست دے سکتا ہے۔ نظر ثانی کے بعد فیصلہ قطعی ہے۔ وہ زمیندار جس کی زرعی پیداوار ۹۴۸ کلوگرام (تقریباً ۲۶ من) گندم کے برابر یا اس سے کم مالیت کی ہو وہ عشر کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہے۔ وہ زمیندار جو خود مستحق زکوٰۃ ہو وہ بھی ادائیگی عشر سے مستثنیٰ ہے۔ عشر سے وصول شدہ تمام رقوم اسی علاقے پر صرف ہوتی ہے جہاں سے وصول کی جاتی ہے۔ عشر سے وصول شدہ رقم علاقے کے محتاجوں، ناداروں، غریبوں، یتیموں، بیواؤں، معذوروں، اپاہجوں اور دینی مدرسوں پر خرچ ہوتی ہے۔ عشر زرعی پیداوار سے حاصل ہوتا ہے۔ زرعی پیداوار عموماً دیہات میں ہوتی ہے۔ اس کے مطابق دیہی آبادی اپنی آمدنی کا ایک حصہ خود اپنی غربت و افلاس دور کرنے پر خرچ کرنے کی پابند ہے۔ عشر کی رقم دو طرح خرچ کی جاتی ہے۔ ایک عشر کمیٹی کے ذریعے اور دوسرے صاحب نصاب کی صواب دید کے مطابق۔ عشر کمیٹی مقامی غریبوں، ناداروں، یتیموں، ناداروں پر خرچ کرتی ہے جس سے معاشی طور پر پس ماندہ لوگ بحال ہوتے ہیں۔ قانون میں صاحبِ نصاب کو عشر کی رقم کا ایک حصہ اپنی صواب دید کے مطابق [illegible] ہو سکتا ہے کہ صاحبِ نصاب اسے ایسے کاموں پر خرچ کرے

جو کھیتی سے رہ گئے ہوں اور وہ اس جگہ خرچ کرنا ضروری سمجھتا ہو۔ عشر کے قانون میں کسانوں اور زمینداروں کو اپنی پیداوار کو خود تشخیص کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ بات معاشی و معاشرتی اعتبار سے اہم ہے۔ اس سے کاشتکار میں خود اعتمادی پیدا ہوگی، وہ اپنے آپ کو معاشرے کا معتبر اور قابل اعتماد فرد تصور کرے گا۔ معاشی طور پر بھی اس کا خوشگوار اثر مرتب ہوگا۔ جب محنت کش کو اپنی محنت کی پیداوار کی آمدنی و خرچ پر مختار بنایا جائے تو اس کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے، اس کا ذوق و شوق بڑھ جاتا ہے، وہ زیادہ محنت اور لگن سے کام لے کر پیداوار میں اضافہ کرتا ہے۔

کسانوں میں معاشی اور معاشرتی خود اعتمادی پیدا کرنا بذاتِ خود بڑا کام ہے۔ اگر اسے تاریخی پس منظر میں دیکھا جائے تو اس کام کی قدر بڑھ جاتی ہے برطانوی عہد میں زمین، کسان اور دیہات کو سامراجی مقاصد کے حصول کا ذریعہ قرار دے دیا گیا تھا۔ زمین کی پیداوار، کسان کی محنت اور دیہات کی قوت بنیادی طور پر برطانوی اغراض پر خرچ ہوتی تھی، جس سے دیہی آبادی خود اعتمادی کی دولت سے محروم ہوگئی تھی، اس کی عزتِ نفس ختم ہوگئی تھی۔ جب کوئی فرد، جماعت یا معاشرہ خود اعتمادی اور عزتِ نفس کی دولت سے محروم ہو جائے تو وہ دین کے اعلیٰ اصولوں اور اخلاق کی بلند تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ عشر کے قانون سے کسان کو معاشی خود کفالت کے حصول میں مدد ملے گی اور وہ سماجی اور اخلاقی اعتبار سے خود اعتمادی اور عزتِ نفس کی دولت سے مالا مال ہوگا۔ اگر یہ بات حاصل ہوگئی تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

عشر کی تحصیل و تقسیم کا کام مقامی عشر کمیٹی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس اقدام سے دیہی آبادی کو سرکاری اور حکومتی امور میں شرکت کا موقع ملے گا۔ اس کا قومی اور سماجی طور پر یہ فائدہ ہوگا کہ پاکستان کی کثیر آبادی میں قومی اور ملی جذبات فروغ پائیں گے، ان میں احساس شرکت پیدا ہوگا، حکومت اور عوام میں اجنبیت اور بیگانگی کی جگہ اپنائیت اور یگانگت کے تعلقات ابھریں گے۔ درحقیقت حکومت اور عوام کے درمیان فاصلے کو کم کرنا اتنا بڑا کام ہے کہ اسے زرِ کثیر سے بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ جس قوم کو یہ قوت حاصل ہو جائے وہ ہر اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہوتی ہے۔

قانونِ عشر کے نفاذ سے پہلے صورت حال یہ تھی کہ دیہی آبادی کے تمام امور سرکاری مشینری کے [illegible] پاس تھے اور دیہی عوام عدم توجہ کا شکار تھے۔ محکمہ مال، پولیس اور دیگر [illegible] کی مکمل طور پر [illegible] تھی۔

مختلف سرکاری محکموں نے کسانوں میں اجنبیت، خوف اور رعب کی فضا پیدا کر رکھی تھی۔ حالانکہ یہ قیامِ پاکستان سے پہلے غیر ملکی حکومت کا وصف ہوتا تھا۔ مقامی عشر کمیٹیوں کی تشکیل سے اس فضا کو خوش گوار بنانے میں مدد ملے گی۔ کسان حکومت کے انتظامی امور میں اپنے آپ کو شریک تصور کریں گے۔ عشر کے انتظام و انصرام میں ان کی دلچسپی موجودہ صورتِ حال کو بدلنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ وہ اس سلسلے میں پیدا ہونے والے چھوٹے چھوٹے تنازع خود حل کریں گے جس سے انہیں عدالتی معاملات کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور وہ ملکی عدالتی نظام سے ہم آہنگ ہونے کی کوشش کریں گے۔ قبل ازیں زمینیں، ان کی پیداوار، آمدنی کے جمع و خرچ کے جملہ امور محکمہ مال کے سپرد تھے اور دیہی آبادی کو نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اس قانون سے موجودہ کیفیت بدلنے کا امکان پیدا ہو جائے گا۔ اس سے معاشی اور مالی معاملات کے سلجھنے کی امید کی جا سکتی ہے۔

دیہی آبادی میں بددلی، مایوسی، لاتعلقی اور خوف و ہراس کا بڑا سبب یہ ہے کہ وہ حکومتی معاملات میں عدم شرکت کا شکار ہیں۔ محکمہ مال جذبۂ خدمت کو بروئے کار لانے میں کامیاب نہیں ہو سکا، حالانکہ موجود نظام کے مطابق ہر دیہاتی اس سے مختلف کاموں میں تعلق رکھنے پر مجبور ہے۔ وہ دیہی عوام کو ضروری پیشہ ورانہ ہدایات اور رہنمائی دینے میں بھی اعلیٰ اقدار کا مظاہرہ نہیں کر سکا، جس کی وجہ سے زمین، کاشت کاری، پیداوار اور جمع و خرچ کے اصولوں سے اہلِ دیہات آگاہ نہیں ہو سکے۔ وہ اس محکمے کو غیر سمجھتے ہوئے اس سے غیر کا سا سلوک کرتے ہیں۔ یہ رویہ خود محکمے کی اپنی کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ مالیہ، لگان و دیگر سرکاری واجبات کی ادائیگی میں جن خرابیوں کا اکثر ذکر ہوتا رہتا ہے، وہ اسی ناقابلِ رشک کارکردگی کی پیداوار ہیں۔ اس کا دیہی معیشت پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔ کسان خوش دلی سے سرکاری واجبات ادا نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے محکمے کے اہلکار تنقید کا نشانہ بنتے ہیں۔ عشر کمیٹیوں کی تشکیل زیادہ تر دیہی عوام پر مشتمل ہے۔ جب سرکاری محکمے کی جگہ ان کمیٹیوں کے ارکان، زمینوں کی پیداوار اور اس کی تحصیل و تقسیم خود کریں گے تو جہاں ان میں خود اعتمادی پیدا ہوگی وہاں مذکورہ خرابیوں کا ازالہ بھی ممکن ہو سکے گا۔ اس سے دیہی آبادی میں تعمیری تبدیلی پیدا ہونے کی راہ ہموار ہوگی۔ دیہی آبادی اس وقت بے چینی اور بے اطمینانی کے احساس میں مبتلا ہے۔ دھڑے بندی، ذات برادری کی عصبیت، خاندانی دشمنی، ناخواندگی، صحت و مواصلات کی ضروری سہولتوں سے محرومی اس بے چینی کے اہم اسباب ہیں۔ اس صورتِ حال سے دیہی معیشت متاثر ہوتی ہے۔ دیہی عوام میں روایتی پنچایتی

نظام باقی نہیں رہا۔ تعلیم یافتہ معتدل و متوازن افراد کے لیے دیہی معاشرت میں رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ اس سے افراط و تفریط پیدا ہوئی ہے۔ عدم اعتماد اور شکوک و شبہات بڑھ رہے ہیں۔ معمولی جھگڑے اور عام تنازعے بھی دیہات کے اندر طے نہیں ہو رہے۔ چنانچہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ تھانے، تحصیلیں، کچہریاں، عدالتیں اور سرکاری دفاتر دیہی عوام سے بھرے ہوتے ہیں۔ مقدمہ بازی معیشت کو بری طرح متاثر کر رہی ہے۔ مقامی عشر کمیٹیاں دیہی آبادی میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ اگر وہ دانش مندی، سوجھ بوجھ، غیر جانب داری اور انصاف سے کام لیں اور معمولی جھگڑوں کو موقع پر نپٹانے کی صلاحیت پیدا کریں۔ دھڑے بندیوں سے بالاتر ہو کر دیہی عوام کا اعتماد حاصل کریں تو اس کے خوش گوار نتائج برآمد ہوں گے۔ مقدمے بازی کم ہو گی۔ تھانوں، کچہریوں، عدالتوں اور دفتروں میں آئے دن آنے جانے کے اخراجات کی بچت ہو گی۔ کورٹ فیسوں، وکالتی اخراجات اور رشوت بدعنوانی وغیرہ پر خرچ ہونے والی کثیر رقمیں کسانوں کے پاس بچت کی صورت میں جمع ہونے لگے گی۔ اس سے دیہی معیشت فروغ پائے گی۔ قانون عشر میں واضح کر دیا گیا ہے کہ عشر کی رقم اسی جگہ خرچ ہو گی جہاں سے جمع ہو گی۔ دیہی ترقیاتی منصوبوں کو کامیاب بنانے میں یہ اقدام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ غیر ملکی حکومتوں کی سب سے بڑی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار اپنی اغراض کے لیے حاصل کر لیں۔ مقامی ضروریات کے لیے کم از کم رقم دی جائے۔ خیر خواہ قومی اور ہمدرد حکومتیں کوشش کرتی ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار مقامی لوگوں کی ضروریات پر خرچ کریں اور کم از کم اپنے اخراجات کے لیے حاصل کریں۔ قانون عشر کی اس دفعہ سے ملکی معیشت کا رخ ترقی کی طرف مڑ جائے گا۔ کسان خود پیدا کریں گے اور خود اپنی صواب دید کے مطابق خرچ کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیہاتی مشکلات اور دکھوں کا جتنا درد خود دیہاتیوں کو ہوتا ہے، سرکاری حکام ان کا پوری طرح ادراک نہیں کر سکتے۔ مگر دیہی عوام کی مصیبتیں اس لیے دور نہیں ہوتیں کہ ان کی پیداوار سرکاری خزانے میں چلی جاتی ہے اور ان کے پاس کچھ نہیں بچتا۔ عشر کی رقمیں اب خود دیہاتیوں کے پاس ہوں گی، انھیں اپنی تکلیفیں دور کرنے کے لیے سرمایہ فراہم ہو گا، وہ غربت و افلاس جہالت و بیماری دور کرنے کے منصوبے بنائیں گے اور خود ہی ان پر عمل کریں گے۔ اس سے دیہی معیشت پر صحت مند اثرات مرتب ہوں گے۔ قانون عشر کا نفاذ، اس پر عمل درآمد اور اس کے نتائج و اثرات کا دار و مدار کافی حد تک خود دیہی آبادی پر رکھا گیا ہے۔ اس سے دیہی عوام کی آزمائش بھی ہو گی کہ وہ اس نظام کو کس

تک کامیابی سے چلاتے ہیں۔ اس اعتماد پر کس طرح پورے اترتے ہیں۔ اگر دیہی عوام قانونِ عشر کے تحت دیے گئے انتظامی، عدالتی، مالی اختیارات کو صحیح طور پر استعمال کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس سے قومی سطح پر دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس میں کامیابی اسی صورت میں ممکن ہے کہ عشر کمیٹیوں کے انتخابات کے وقت دیہی عوام پوری دلچسپی کا مظاہرہ کریں۔ سوجھ بوجھ سے کام لے کر ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو ایمان دار ہوں، قابل، ہمدرد، خیرخواہ ہوں۔ دھڑے بندیوں سے آزاد اور عوامی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوں۔ ایسے لوگوں کا انتخاب پہلا قدم ہے۔ دوسرا قدم یہ ہے کہ وہ عشر کمیٹی کی کارکردگی کا جائزہ لیں۔ وہ دیکھیں کہ عشر کی رقمیں ضائع نہ ہوں ان میں خرد برد نہ ہو، انھیں وقت اور موقع پر خرچ کیا جائے۔ تیسرا قدم یہ ہے کہ وہ اس نظام کے نتائج اور اثرات کا تجزیہ کریں کہ کس حد تک مطلوبہ مقاصد حاصل ہوئے ہیں۔ عشر کمیٹی نے ان مقاصد کے حصول میں مستعدی، دیانت داری، قابلیت اور محنت سے کام کیا ہے یا غفلت، کاہلی، بددیانتی اور نااہلیت کا مظاہرہ کیا ہے یہ تجزیہ کمیٹیوں کے آئندہ انتخاب کے لیے اہم بنیاد فراہم کرے گا۔ قانونِ عشر کے تحت دیہی معیشت پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کا تجزیہ ضروری ہے کہ کسانوں کے لیے کاشت کاری کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں وہ کیسے دور کی جائیں۔ اب کاشت کاری روایتی انداز سے نکل کر مشینی طرز اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اس تبدیلی سے کاشت کاری کا اسلوب، اوزار کاشت کاری، زرعی مزدور، کاشت، سیرابی، کٹائی، چھنائی، صفائی اور منڈیوں تک رسائی کا پورا نظام بدل گیا ہے۔ ہل کی جگہ ٹریکٹر، رہٹ کی جگہ ٹیوب ویل، اونٹوں، گدھوں اور گڈوں کی جگہ ٹرالی، زرعی مزدور کی جگہ ہارویسٹر، ویٹ تھریشر نے لے لی ہے۔ کاشت کار اور کسان کے لیے اس تبدیلی کو اپنانا ناگزیر ہے۔ مگر اس کے نتائج و اثرات کو برداشت کرنا اس کی معاشی و مالی ہمت سے باہر ہے روایتی کاشت کاری کو کامیاب بنانے کے لیے کسانوں کے مددگار دیہات میں موجود تھے۔ ہل پنجالی، سہاگہ و دیگر لکڑی کے اوزاروں کی تیاری اور مرمت کے لیے گاؤں میں ترکھان موجود تھے۔ رہٹ، درانتی، کھرپہ و دیگر آہنی اوزاروں کو بنانے اور ان کی مرمت کے لیے لوہار موجود تھے۔ کپڑے، جوتے کے لیے جولاہے موچی موجود تھا غرض کاشت کاری کے پیشے کو بنیاد و محور قرار دے کر اس سے متعلقہ معاون پیشہ ور باہمی تعاون کے سلسلہ گاؤں میں پلتے چلتے تھے۔ ہر گاؤں اس اعتبار سے ایک خودکفیل زرعی پیداواری یونٹ تھا۔ مشین کے استعمال نے اس پورے نظام کو بدل دیا ہے۔ ٹریکٹر، ٹیوب ویل، ہارویسٹر، ویٹ تھریشر کی مرمت گاؤں کے لوہار، ترکھان

دیگر روایتی پیشہ وروں کے بس سے باہر ہے۔ وہ بے کار ہو گئے ہیں؛ دیہی معیشت میں ان کے لیے روزگار نہیں رہا۔ وہ مجبور ہو کر گاؤں سے شہر کی طرف نقل مکانی کر رہے ہیں۔ کسان پریشان ہے کہ اسے مشینی اوزار کی مرمت کی سہولت گاؤں میں دستیاب نہیں۔ قانون عشر سے امید کی جا سکتی ہے کہ اس سے دیہی معیشت کے اس بنیادی مسئلے کو حل کرنے کی طرف توجہ دی جا سکے گی۔ ورنہ کسان شہری کاریگر کی مہنگی اُجرت، گاؤں سے شہر جا کر مرمت کے اخراجات، وقت اور پیسے کے ضیاع کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ان اخراجات کا دیہی معیشت پر بڑا اثر پڑ رہا ہے۔ علاوہ ازیں بیج، کھاد، جراثیم کش ادویات پر کسان کو بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ کے عاملین عشر کے فرائض میں یہ بات موجود ہوتی تھی کہ کسانوں، کاشت کاروں کی مشکلات کو حل کریں۔ ان عاملین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مقامی عشر کمیٹیاں کسانوں کے ان مسائل پر توجہ دیں تاکہ دیہی معیشت کی ترقی کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں، وہ دور ہوں، کسان اطمینان اور خوش دلی سے عشر کے نظام سے تعاون کرے۔ اسلام میں جب پہلی بار عشر نافذ ہوا تھا تو اس وقت مسلمان کسان اپنی زرعی پیداوار سے عشر ادا کرتے اور فیئے کے نظام کے تحت حکومت کی طرف سے وظیفے حاصل کرتے تھے۔ اب عشر تو نافذ ہو گیا مگر فیئے کا نظام ابھی رائج نہیں ہوا۔ بہتر ہو گا کہ فیئے کے نفاذ تک مسلمان کسانوں کی مدد کے لیے کوئی طریق کار وضع کیا جائے تاکہ وہ کثیر اخراجات برداشت کر سکیں۔ ابتدائی اقدام کے طور پر بلاسود زرعی قرضے دیے جائیں، ٹریکٹر، ٹیوب ویل، ہارویسٹر، ویٹ تھریشر اور ٹرالی وغیرہ کی حکومت کی طرف سے چھوٹے کسانوں کو مدد دی جائے۔ اناج، گندم، چاول، کپاس، گنے وغیرہ کی قیمتیں مقرر کرتے وقت زیادہ تر شہری معیشت کو مدنظر رکھا جاتا ہے، حالانکہ فصلوں اور اناجوں کی قیمت کا تعین دیہی معیشت کے مطابق ہونا چاہیے۔ زرعی پیداوار کی قیمت عام طور پر بجٹ سے پہلے مقرر کی جاتی ہے، جب کہ بجٹ اور ضمنی بجٹ میں شہری مصنوعات کی قیمتوں کا تعین زیادہ ہوتا ہے، اس سے کسان کو نقصان ہوتا ہے، اس کی فصل کی قیمت تو ایک دفعہ مقرر کر دی جاتی ہے اور کسان سے اسی قیمت پر وہ فصل خرید لی جاتی ہے، مگر کسان کو جو چیزیں پورا سال خریدنی ہوتی ہیں، ان کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے، جس کا اسے نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ شہری آبادی اور سرکاری ملازمین کے لیے کم از کم آمدنی کا ایک معیار مقرر ہوتا ہے اور ہر بجٹ میں ضرورت کے مطابق اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، کم از کم آمدنی کا ایسا کوئی معیار دیہی آبادی

مقرر نہیں ۔ عشر کے نفاذ کے بعد دیہی آبادی کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے، معیشت میں زراعت کو جو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے وہ کمزور نہ پڑنے پائے۔

قرآن حکیم نے زکوٰۃ و عشر کے مقاصد بیان کیے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے :

خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمْ ط (توبہ، ۱۰۳)

ان کے مال سے زکوٰۃ لو، انھیں پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو اور ان کے لیے دعا کرو، تمھاری دعا ان کے لیے تسکین کا باعث ہے۔

اس آیت میں زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے بعد حکومت پر تین ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اوّل قوم کو برائیوں سے بچانا، دوم قوم کو اخلاقی و روحانی خوبیوں سے آراستہ کرنا، سوم قوم کو تسکین بہم پہنچانا۔ تطہیر کا وسیع مفہوم یہ ہے کہ زکوٰۃ و عشر ادا کرنے والوں کے لیے ایسا ماحول پیدا کرنا کہ وہ بدنی، جسمانی، ذہنی، اخلاقی خرابیوں، بیماریوں اور برائیوں سے محفوظ ہو جائیں۔ ملک و معاشرہ کو تمام برائیوں سے پاک اور ملکی انتظامیہ کی مکمل طور پر تطہیر کرنا جس سے ایک طرف زکوٰۃ و عشر دینے والے خود بیماریوں اور برائیوں کے ارتکاب سے بچیں اور دوسری طرف ملکی انتظامیہ اتنی پاکیزہ اور صاف ستھری ہو کہ وہ مسلمانوں کو ان برائیوں اور بیماریوں سے بچائے۔ تزکیہ کا مطلب یہ ہے کہ قوم کو اخلاقی و روحانی خوبیوں سے پوری طرح آراستہ کرنا تاکہ ان کی خداداد صلاحیتیں نکھریں اور ان میں اعلیٰ دینی، اخلاقی، روحانی اور انسانی اقدار پیدا ہوں۔ اس تطہیر و تزکیہ کے عمل کے ساتھ ساتھ سربراہِ حکومت اسلامیہ زکوٰۃ و عشر ادا کرنے والوں کے لیے دعا کرے جو ان کے لیے تسکین اور طمانیت کا سبب بنے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ زکوٰۃ و عشر کی رقوم مسلمانوں کی عزت نفس، جہالت و بیماری کے مکمل خاتمے پر خرچ ہوں۔ ان کی مادی اور اخلاقی ترقی کے لیے مؤثر و فعال نظام قائم ہو اور صاف ستھری، پاکیزہ اور جذبۂ خدمت سے سرشار انتظامیہ پوری دیانت، امانت، قابلیت اور محنت سے اپنے فرائض انجام دے۔ اس سے حکومت کی طرف سے قوم کو تسکین و طمانیت حاصل ہوگی۔ قرآن و سنت کی روشنی میں زکوٰۃ و عشر کے نظام کے نفاذ سے دیہی معیشت میں استحکام پیدا ہوگا اور قومی و ملکی سطح پر امن و سلامتی اور ترقی و عروج کی راہیں کھلیں گی۔